لطیفہ ۱

توحیداوراس کے مراتب

توحید کی تعریف

قال الاشرف : التوحید فناء العاشق فی صفات المحبوب۔

(فرمایا حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے کہ توحید عاشق کا مٹ جانا ہے محبوب کے صفات میں)

حضرت نورالعین نے حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کی اوراس لفظ قدوۃ الکبرا سے مراد اس کتاب میں جہاں جہاں یہ لفظ مزکور ہے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی ہوں گے کہ اگرچہ یہ ارشاد بیان واظہار توحید وتفرید کے ہرنوع پر شامل اور جامع ہے اوراصحاب ذوق و وجدان اورارباب شوق وعرفان کا مقصود ومراد اس میں موجود اور داخل ہے لیکن عنایت فرماکر توحید کے مراتب تفصیلی طور پر بیان فرمائیں تاکہ حاضران مجلس فائدہ حاصل کریں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت نورالعین کی درخواست پر توجہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ ترجمۂ عوارف میں مزکور ہے کہ توحید کے چند مرتبے ہیں:

توحید ایمانی

پہلا مرتبہ توحید ایمانی ہے اور وہ یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے وصف الوہیت کی بے مثلی اوراس کے معبود حق ہونے کی یکتائی کا موافق قرآن وحدیث کے اشارات ودلائل کے دل سے تصدیق کرے اورزبان سے اقرار کرے اور یہ توحید نتیجہ ہے خبر دینے والے کو سچا ماننے اور خبر کی سچائی پر اعتقاد رکھنے کا اور ظاہر علم سے یہ توحید حاصل ہوتی ہے اوراس کا اختیار کرنا شرک جلی سے بچنے اور سلسلۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے فائدہ مند ہے،اورصوفی لوگ ضروریات دین کے حکم میں اس توحید میں عام اہل ایمان کے شریک ہیں۔ہاں اور دوسرے مراتب میں یکتا اور مخصوص ہیں اوراسی مرتبہ پر قناعت کرلینا دین عجائز کا اختیار کرنا ہے جو اس حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے کہ علیکم بدین العجائز ۔(یعنی بوڑھی عورتوں جیسا دین رکھو)

توحید علمی

توحید علمی ، باطن سے حاصل ہوتی ہے ۔ یہ دوسرا درجہ علم باطن سے متعلق ہے اور

اس سے حاصل ہوتا ہے۔اس کو علم الیقین بھی کہتے ہیں۔اور وہ یہ ہے کہ بندہ ابتدائے طریق تصوف میں ہی یقین سے اس بات کو جان لے کہ موجودِ حقیقی اور موثر مطلق سوائے خداوند عالم جلّ علا کے اور کوئی نہیں ہے اور جملہ زوات وصفات وافعال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات و افعال کے آگے بالکل ناچیز ہیں اور ہر ذات کے فروغ کو خداوند تعالیٰ کے نور ذات کا نتیجہ سمجھے اور ہر صفت کو اللہ تعالےٰ کی صفت مطلقہ کا پرتو جانے بس جہاں کہیں قدرت،علم،ارادہ،سمع وبصر کا اثر دیکھے اس کو باری تعالےٰ کے سمع وبصر،علم وارادت وقدرت کا اثر سمجھے اس طرح تمام دوسری صفات وافعال پر قیاس کرنا چاہیے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے قریب قریب یہ بات،طبقات الصوفیہ[۱] سے نقل کرتے ہوئے بیان کی کہ۔

شیخ سعدالدین حموی نے کہا ہے کہ توحیدِ بشریت میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ

کو حیّ وقیوم قبول کرے اور تمام احوال میں اس کی طرف متوجہ ہو!

یعنی جو کچھ بھی مظاہر خلقیہ وکونیہ ہیں یعنی دنیا میں جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ موافق طبع ہو یا ناپسند خاطر ان سب کو حضرت جل شانہ، کے سپرد کرے اور کسی واسطہ کو نظر میں نہ رکھے بلکہ واسطہ کو اللہ تعالےٰ کے دست تصرف میں (بلا تشبیہ) ایسا سمجھے جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم کی حرکت (کہ اصل حرکت دست کاتب، کی ہے اور لکھنے والا قلم ہے) اس کے علاوہ سب کو معزور سمجھے اگر کوئی فائدہ پہنچے تو شکر بجالائے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ اس کی طرف مائل بکرم ہے اور اگر نقصان اور ناپسندیدہ بات ظہور میں آئے تب بھی یہی سمجھے کہ اللہ تعالےٰ جلوہ فرما کر اس کو تنبیہ وتادیب فرمارہا ہے تاکہ اطوار ناپسندیدہ سے گریز کرے اور رضاء وتسلیم کے راستے پر چلے پس کسی مصیبت اور تکلیف پر سالک پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات میں غور کرے اور اپنے ظاہر وباطن کا جائزہ لے اور بُرے صفات (ترک صفات محمودہ) ترک آداب،غفلت،تضیع اوقات،عبادات میں سستی اور تمام قبیح اعمال سے رجوع کرکے اپنے آپ کی اصلاح کرے جس کام سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے یا جو بات اس کے حق میں ایذا رساں ہے اس کو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ نے اس صورت سے ظاہر ہو کر اس کو تنبیہ فرمائی ہے صوفیہ کرام کے یہاں ایسے ہر شخص کو مُوَحِّد کہتے ہیں۔

ایک بزرگ کا عجیب واقعہ

حضرت قدوۃ الکبرا نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بزرگ نے سوار ہو کر لالہ زار کی طرف کسی کام سے جانا چاہا انکے سواری کے جانور (خچر) پر زین کس کر لایا گیا۔تو انہوں نے اپنے موزے طلب کیے جب موزے لائے گئے تو ایک موزہ تقریباً دو انگل چوہے نے کاٹ ڈالا تھا یہ دیکھتے ہی وہ بزرگ رونے لگے ان کے اصحاب واحباب نے جو اس وقت خدمت میں موجود تھے عرض کیا کہ اتنے معمولی نقصان پر اس قدر افسوس کیوں فرما رہے ہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ یہ مت سمجھو کہ میں اس وجہ سے تاسف کر رہا ہوں ملول ہوں اور رو رہا ہوں کہ چوہے

---

[۱] طبقات الصوفیہ عربی زبان میں سب سے پہلا تذکرۃ الصوفیہ ہے جو شیخ سلمی نیشاپوری قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے

http://Ashrafi.org

نے موزہ کاٹ ڈالا اور اس کونقصان پہنچایا ہے بلکہ میں تو اس سبب سے متاسف اور گریہ کناں ہوں کہ خدا معلوم مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔ جس کی پاداش میں چوہے نے میرا موزہ کاٹ ڈالا ہے اور اس کونقصان پہنچایا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جب موحد کثرت میں وحدت کے مطالعہ ومشاہدہ میں مشغول ہو تو جب جمال الٰہی کا ظہور ہو اس وقت تو اس کی حمد وثنا بجالائے اور اگر پر تو ہائے جلال کا مشاہدہ کرے تو اس کے جمال کی پناہ چاہے چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مظہر قہر سے ہٹ کر اس کے لطف کی پناہ حاصل فرماتے اور یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِیّ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ الٰہی میں تجھ سے تیرے ہی ساتھ پناہ کا طالب ہوں! (مسلم شریف روایت از حضرت عائشہؓ)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ موحد کیلئے جلال مظہر جمال بن جاتا ہے اور قہر مبدل بہ لطف و کرم ہو جاتا ہے جس طرح حضرت موسٰی علیہ السلام کا عصا اور یدِ بیضا کافروں کے لئے اژدہا تھا اور آپ کے لئے عصا اور کُھلا ہوا نورُ تھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ بھی سفر کی حالت میں حال سے کبھی خالی نہیں ہوتے تھے۔ ایک بار حب کہ آپ دہلی کی طرف سرگرم سفر تھے ایک عجیب وغریب حالت کا آپ پر غلبہ تھا۔ حواس ظاہری سے بالکل بیگانہ تھے راستہ میں ایک مست ہاتھی جس کے پاؤں میں تیس (۳۰) من وزنی زنجیر پڑی تھی آزاد ہو گیا اس کو روکنے اور پکڑنے کے لیے پانچ چھ ہتھنیوں کو آگے پیچھے لگایا گیا۔ ہر ہتھنی پر فیلبان موجود تھے اس کے پکڑنے کی تدبیر کی جارہی تھی جس طرف سے مست ہاتھی آرہا تھا۔ اس کی مقابل سمت سے حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) گزر رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر فیلبان نے بہت شور مچایا لیکن آپ کو مطلق خبر نہیں ہوئی اور جب تک ہمراہی صوفی حضراتً ہیا۔ ہو ہا ہائے کریں وہ فیل مست آپ کے پاس سے گزر گیا اور کسی قسم کا نقصان اس کی ذات سے آپ کو نہیں پہنچا لوگوں کا شور حد سے زیادہ تھا لیکن آپ دریائے شہود سے نکل کر ساحل شعور تک نہیں آئے۔

چنان غرقیم در دریائی وحدت	میں ایسا ہوں غریق بحر وحدت
کہ ہوش از گوہر عالم ندارم	سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
چنان مستغرقم اندر خیالت	تصوّر میں ترے ایسا ہوں ڈوبا
خبراز عالم و آدم ندارم	خبر عالم و آدم کی نہیں ہے

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) نے فرمایا کہ یہ حالت وکیفیت اہل خصوص داہل توحید کے اولین احوال کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے (بعض اہل خصوص کے اولین مراتب توحید میں سے ایک مرتبہ ہے) اس کی ابتدا اور اس کا مقدمہ توحید عام سے الگ تھلک نہیں ہے بلکہ ابتداس توحید عام سے ملتی ہے۔ اس مرتبہ سے مشابہ ایک مرتبہ اور ہے جس کو کوتاہ نظر افراد توحید علمی کہتے ہیں حالانکہ وہ توحید علمی نہیں ہے بلکہ وہ ایک رسمی توحید ہے اور وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔

http://Ashrafi.org

توحید رسمی

تیسرا مرتبہ توحید رسمی ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک فرد فطین وذکی کتابوں کے مطالعہ سے یا کسی بزرگ سے سن کر توحید کے بارے میں گفتگو کرے اور بحث ومباحثہ میں بے مغز باتیں کرے لیکن حال توحید سے اس کے دل میں کوئی اثر نہ ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) ایک روز اصحاب صدق کے ساتھ جامع دمشق میں تشریف رکھتے تھے۔ اطراف واکناف کے کچھ صوفیہ حضرات اور کچھ طالبانِ معرفت بھی موجود تھے ایک شخص نے معرفت پر گفتگو شروع کر دی اور بڑی چرب زبانی سے بولتا رہا اور حاضرین میں سے ہر ایک سے شطحیّات صوفیہ کے معنی دریافت کرنے لگا جبکہ اس کا مقصد استفادہ نہیں تھا بلکہ اپنی حقائق دانی اور دقائق رسی کا اظہار مقصود تھا۔ اسکی یہ لاطائل گفتگو سن کر قدوۃ الکبرا نے فرمایا: ایک شمہ صفات الٰہی کا اور ان لامتناہی اشعات کا وجود بشری میں پنہاں ہے حادث، قدیم کی ماہیت کو کسطرح جان سکتا ہے۔

شعر

چون قدیم آید حدث گردد عبث ہے عبث حادث جو آجائے قدیم
پس قدیمی راکجا داند حدث کس طرح حادث بھلا جانے قدیم

حقائق الفاظ کے بیان کو تقلید نہیں سمجھ لینا چاہیئے اور دھوکہ میں تم نہ آجانا کہ ان الفاظ کے جاننے سے آگاہ ہو گئے اور اس کے حقائق سے باخبر ہو گئے محض الفاظ کے جان لینے سے تم کو توحید کی کیا خبر من لم یزق لم یدرك جب تک اس کا ذائقہ نہیں چکھو گے اس کا ادراک نہیں کر سکو گے۔ جب تک علائق زمانہ اور عوائق دوراں سے باہر نہیں آ ؤ گے اور ریاضت شدیدہ اور عبادات پسندیدہ میں مشغول ہو کر مہذب نہیں بنو گے اس وقت تک خالی باتوں سے کیا فائدہ!

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اغیار سے کنارہ کش ہو جاؤ تاکہ مجھ تک پہونچو۔

معشوق در دو عالم چون فرد شد بخوبی معشوق دوجہاں میں خوبی میں ہو جب یکتا
عاشق نشاید الّا از ہر دو کون فردی دونوں جہاں میں عاشق یکتا ہے اسکو زیبا
ہر روبہی نیارد درراہ عشق رفتن روبہ مزاج کوئی اس راہ میں نہ آئے
درراہ عشق باید مردی دشیر مردی اس راہ عشق میں تو بس شیر مرد ہوگا

کوشش کرنا چاہیئے تاکہ یہ صفتیں تیری ذات میں قائم وموجود ہوں اور اس کے بعد وحدت کا بھید اپنا سر تیرے جسم سے نکالے کہ میرے جبہ میں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

یک رنگ کند شراب مارا یکرنگ کرے شراب مجھ کو
تاہر دوشود یکی کہ ومہ تاچھوٹے بڑے ہوں ایک دونوں

اس وقت معلوم ہوگا کہ وحدت کیا چیز ہے ورنہ ان کلمات کا پڑھ لینا اور سن لینا ایسا ہے کہ کوئی مصری

http://Ashrafi.org

کی تعریف کرے تو سننے والے کو سننے سے حظ تو ہوتا ہے لیکن اس کے مزہ اور مٹھاس کو نہیں جانتا جب تک چکھ نہ لے

گر بسخن کار میسر شدی — بات ہی سے کام اگر بن چلے
کار نظامی بفلک برشدی — کام نظامی کا فلک پر چڑھے
ے کارکن کار بگذر ازگفتار — کام کر کام چھوڑ دے گفتار
کاندرین راہ کار دارو کار — اس طریقہ میں کام سے ہے کار

بارخدایا ہم کو اس بڑی نعمت پر ثابت قدم رکھ اور اس کو تمام مومن مرد و عورت اور مسلم مرد و عورت کو عطا فرما، اے گناہوں اور خطاؤں کے بخشنے والے بلاشبہ تو دُعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ توحید علمی اگرچہ توحید حالی سے کم درجہ کی ہے لیکن توحید حالی سے اس کا مزاج ملا جلا ہے۔

وَمِزَاجُه' مِنْ تَسْنِیْمٍ ۵لا عَیْناً یَّشْرَبُ — اور اس کی آمیزش سے (چشمۂ) تسنیم (کا پانی) (ایسا)
بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۵ط ۱؎ — چشمہ جس سے پئیں گے (اللہ کے) مقرب بندے،

اس توحید کی شراب کی صفت ہے اور اسی لئے ایسا موحد زیادہ تر ذوق و سرور میں رہتا ہے یوں کہ بعض واقعات میں اپنے علم کے مطابق کام کرتا ہے اسباب کے وجود کو جو رابطہ اور واسطہ افعال الٰہی کے ہیں ان کو نہیں دیکھتا لیکن اکثر حالتوں میں اپنے وجود کی تاریکی کے باقی رہ جانے کے سبب سے اپنے علم کے موافق زیرِ حجاب رہتا ہے اور اس توحید سے بعض لوگ شرک خفی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

توحید حالی

چوتھا مرتبہ توحید حالی ہے اور وہ یہ کہ توحید کی حالت ذات موحد کا وصف لازم ہو جائے اور علامات وجود کی تمام تاریکیاں بجز اس کے جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہیں نورِ توحید کی چمک میں جو یندہ اور گم شدہ ہو جائیں اور نورِ توحید اس کے نور حال میں پوشیدہ و داخل ہو جائیں جیسا کہ تاروں کی روشنی آفتاب کی روشنی میں فنا ہو جاتی ہے۔

فلمّا استبان الصبح ادرج ضوءہٗ — صبح جسدم ہوگئی داخل ہوئی اسکی چمک
باِ سفارہ اضواءِ نور الکواکب — نور میں سارے ستاروں کی جو ہیں زیب فلک

اور اس مرتبہ میں موحد کا وجود واحد کے جمال و جود کے مشاہدہ میں ایسا غرق دریائے یگانگت ہوتا ہے کہ ذات و صفات واحد کے سوا اس کی نگاہوں میں کچھ نہیں سماتا یہاں تک کہ اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے اور اپنی صفت نہیں خیال کرتا اور اس مشاہدہ کو بھی اسی کی صفت قرار دیتا ہے اس طریق میں اسکی ہستی قطرہ کی طرح بحر توحید کے تلاطم امواج میں گرتی ہے اور یگانگت میں ڈوب جاتی ہے۔ وَقَالَ الْاَ شْرَفُ اَلتَّوْحِیْدُ بَحْرٌ وَالْمُوَحِّدُ فِیْهِ قَطْرٌ لَمْ یَبْقَ مِنْهُ اَثَرٌ۔ توحید ایک سمندر ہے اور موحد اس میں ایک قطرہ کے مانند ہے جس کا خود کوئی اثر و ظہور باقی نہیں رہتا۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت جنید کا یہ ارشاد بھی ذکر فرمایا کہ اَلتَّوْحِیْدُ مَعْنًی تَضْمَحِلُ فِیْهِ الرُّسُوْمُ وَتَنْدَرِجُ فِیْهِ الْعُلُوْمُ وَیَکُوْنُ

۱؎ پ۳۰ مصطفین ۲۷/۲۸

http://Ashrafi.org

اللّٰـہُ کَـمَالَـمْ یَزَلْ ۔یعنی توحید ایک ایسے معنی ہیں جس میں رسوم داخل ہوکر مٹ جاتے ہیں اور علوم اس میں اس طرح مندرج ہو جاتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا وجود ہی باقی رہ جاتا ہے جس طرح وہ ازل میں تھا۔حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہ) نے ارشاد فرمایا کہ ماوراءالنہر کے مشائخ میں سے شیخ محمد ابن ابی نصیر حسینی قدس سرہ نے خواجہ ابوبکر خطیب مرد کے ذریعہ حضرت شیخ ابوسعید الخیر (قدس سرہٗ) کے پاس ایک مکتوب ارسال کیا۔(ان کے ذریعہ ایک سوال کا جواب دریافت کیا گیا تھا) شیخ نے خطیب مرو سے کہا جب تم شیخ ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں اس کو پیش کرو اس کا جواب ضرور لانا لیکن یہ خیال رکھنا کہ شیخ ابوسعید الخیر یہ نہ سمجھنے پائیں کہ یہ سوال میں نے کیا ہے سوال یہ تھا کہ کیا آثار بھی محو ہو جاتے ہیں۔خواجہ ابوبکر نے کہا کہ میں اس سوال کا بار نہیں اٹھا سکتا (یعنی زبانی مجھے یاد نہیں رہے گا) آپ اس کو تحریر کر دیجئے۔ انہوں نے مذکورہ سوال مجھے لکھ کر دے دیا۔خواجہ ابوبکر خطیب کا بیان ہے کہ۔

میں نیشا پور پہنچا اور ایک کارواں سرائے میں قیام کیا۔کچھ دیر بعد دو صوفی حضرات آئے اور انہوں نے پکار کر کہا کہ یہاں خواجہ امام ابوبکر خطیب کون صاحب ہیں؟ میں نے پکار کر کہا کہ میں ہوں انہوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہتے ہیں کہ میں سن چکا ہوں میری تشفی اس میں نہیں ہے کہ آپ سرائے میں اتریں مناسب ہے کہ میرے پاس آجائیں اس پیام وسلام سے مجھ پر ایک کیفیت اور وجد کی حالت طاری ہوگئی کیونکہ مجھے تو یقیناً معلوم تھا کہ میرے متعلق کسی نے انکو خبر نہ دی تھی، میں نے صوفیوں سے کہا اچھا میں نہا دھو کر تیار ہوتا ہوں میں نہا دھو کر باہر آیا تو ان دونوں درویشوں کو دیکھا کہ عود دگلاب لئے کھڑے ہیں کہنے لگے کہ شیخ نے ہم کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے انکے ساتھ جب میں شیخ ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں پہنچا تو شیخ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:-اے قاصد خوش آمدید بھیجنے والے کی محبت کے باعث مجھے قاصد بھی عزیز ہے۔میں نے سلام کیا شیخ قدس سرہ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم نے اس شیخ کے پیغام کو حقیر سمجھا لیکن ہمارے نزدیک ان کی بات کی بہت قدر ہے تم جب سے مرد سے نکلے ہو میں منزل بہ منزل شمار کر رہا ہوں (کہ تم یہاں کب پہنچو گے) لاؤ کیا لائے ہو اور انہوں نے کیا کہا ہے۔

شیخ ابوسعید کی ہیبت سے وہ سوال میں بھول گیا تھا لہذا میں نے وہ کاغذ جس پر سوال تحریر تھا نکال کر پیش کر دیا۔شیخ نے فرمایا کہ اگر میں اس کا جواب ابھی دیئے دیتا ہوں تو تم کو فوراً واپس ہونا پڑے گا۔اب تم کو نیشا پور میں جو کچھ کام ہیں وہ کر لو جب تم جانے لگو گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔میں چند روز نیشا پور میں رہا۔ہر رات شیخ قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر ہوتا جب میری واپسی کا وقت آیا تو میں نے شیخ قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ اب ان بزرگ کے پیام کا جواب مرحمت فرما دیجئے ۔شیخ ابوسعید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تم ان بزرگ سے کہنا کہ لَاتُبْـــقِـــیْ وَلَا تَـــذَرُ [۱] اثر نہ باقی رہتا ہے نہ بچتا ہے، ذات ہی نہیں رہتی تو اثر کیسے رہے میں نے کچھ دیر غور کیا اور پھر عرض کیا میری سمجھ میں اس کا مفہوم نہیں آیا۔انہوں نے فرمایا کہ دانشمندی اس کے سمجھنے سے قاصر ہے (یہ بات عقل سے نہیں

---

[۱] پ ۲۹ مدثر ۲۸

http://Ashrafi.org

سمجھی جاسکتی) اور ہمارے شعروں میں سے یہ شعر تم یاد کرلو یہی ان کو سنا دینا۔

جسمم ہمہ اشک گشت وچشمم بگریست	جسم میرا اشک ہے اور آنکھ سے ہم روتے ہیں
درعشق تو بی چشم ہمی باید زیست	عشق میں تیرے تو ہم بے آنکھ ہی کے جیتے ہیں
ازمن اثری نماند ازعشق حبیب	عشق میں پیارے کے میرا نقش بالکل مٹ گیا
چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست	جبکہ خود معشوق ہوں عاشق کسے سب کہتے ہیں

میں نے عرض کیا کہ ان اشعار کو تحریر کردیں تو بہتر ہوگا۔انہوں نے حکم دیا کہ تحریر کردیں۔ چنانچہ وہ تحریر لے کر میں مرد واپس آ گیا اوراسی وقت شیخ پیر حسینی (محمد ابن ابی نصیر حسینی) کی خدمت میں پہنچا اور تمام قصہ بیان کیا اور میں نے رقعہ نکال کر ان اشعار کو پڑھا جو اس پر تحریر تھے جیسے ہی انہوں نے اشعار سنے ایک نعرہ مارا اور زمین پر گر پڑے جہاں سے دو شخص اٹھا کر ان کو باہر لے گئے وہ ساتویں دن مدفون ہوئے۔شیخ قدس سرہ نے فرمایا مصرعہ: بررستہ دگر باشد و بربستہ دگر بررستہ کوئی اور ہے بربستہ اور

اور جہاں تک علوم میں تقریر و زبان کا تعلق ہے اس طائفہ کی دلیل آیہ کریمہ اَنَاوَ جَدُنَآ ا بآ ءَ نَا عَلٰی اُمَّۃٍ ا (بیشک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا) ہے بربستہ تو مانگنے کی اپنی زندگی میں زبان سے بولتا ہے اسے دھوکہ میں پانی کی جگہ سراب نظر آتا ہے جب ملک الموت کا ظہور ہوگا تو لباسِ رعایت لے لیتے ہیں اور اس شخص کی رسوائی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دل سے لگاؤ رکھتا ہے بررستہ ہے اس سے دین و دنیا میں بہت سے فائدوں کی امید حاصل ہوتی ہے

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ جب طالب صادق میں وجہ خاص کا مراقبہ و ملاحظہ بطور اختصاص جاگزیں ہوتا ہے اور اس کا وصف لازم ہو جاتا ہے جیسے کان میں سننے کی قوت اور آنکھ میں دیکھنے کی قوت تو نورِ شہود کا ظہور اور حضور وجود کا صدور اسقدر غالب آجاتا ہے کہ کبھی کبھی اس کے حواس قطعی کام نہیں کرتے (توحید حالی اس قدر غالب آجاتی ہے) اور وہ کسی طرف التفات نہیں کرتا خواہ وہ کتنی ہی مہیب چیز کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ ابوسعید خرّ از نے فرمایا ہے کہ اپنے حال ارادت کے ابتدائی زمانہ میں اپنے وقت کی نگرانی بہت سخت کیا کرتا تھا ایک دن میں جنگل میں چلا جا رہا تھا میرے پیچھے سے کسی کی آواز آئی میں نے اپنے دل کو اس آواز کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔اور نہ اپنی نظر کو اس کے دیکھنے میں مصروف کیا کہ مجھے محسوس ہوتا کہ وہ چیز میری طرف بڑھتی چلی آرہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل میرے قریب آگئی تب میں نے دیکھا کہ دونوں عظیم درندے ہیں وہ دونوں میرے کندھوں پر چڑھ گئے میں نے پھر بھی ان کا کچھ خیال نہیں کیا نہ ان کے چڑھتے وقت اور نہ اترتے وقت مجھے کوئی احساس ہوا۔

شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مشاہدہ (ذات) کے وقت آلام کا ادراک و احساس نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ لذت شہود جاری دساری ہوتی ہے۔ایک شخص کے سو کوڑے لگانا تھے اس کے ننانوے کوڑے لگائے گئے اور وہ مضطرب نہیں ہوا لیکن آخری کوڑے پر بہت چیخا چلایا اور بے قرار ہوا ۔ اس سے اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ۹۹ کوڑوں تک میں مشاہد ہ محبوب میں مستغرق تھا لذت مشاہدہ کے باعث ضربات

ا پ ۲۵ زخرف ۲۲

http://Ashrafi.org

کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی لیکن آخری کوڑے پر میں اس کے مشاہدہ سے محروم تھا۔(اس کی یاد سے غافل تھا)اس لیے چوٹ محسوس ہوئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا(قدس سرہٗ) نے ارشاد فرمایا کہ اس توحید یعنی توحید حالی کا منشا نورِ مشاہدہ ہے اور توحید علمی کا منشا نور مراقبہ ہے اس توحید حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور توحید علمی میں بہت کم رسوم بشریت فنا ہو پاتے ہیں اور یہ جو کہا گیا کہ توحیدِ حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور کچھ باقی رہ جاتے ہیں یہ کچھ رسوم اس وجہ سے باقی رکھے گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے افعال کی ترتیب اور صدور ہو سکے(افعال انسانی سرزد ہو سکیں)اور موحد کے اقوال میں شائستگی پیدا ہو سکے یہی سبب ہے کہ حال حیات میں حقِ توحید جیسا کہ ادا کرنا چاہئے اس سے ادا نہیں ہونا۔اسی کے پیش نظر شیخ ابوعلی دقاق قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:-

التوحید غریم لا یَقْضِیُ دَیْنه و غریب لا یوڈی حقّهٗ یعنی توحید ایک ایسا قرض خواہ ہے جس کا قرض ادا نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا غریب ہے جس کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا توحیدِ حالی میں خواص کے لیے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یکبارگی تمام آثار و رسوم فنا ہو جاتے ہیں لیکن ایسا چند لمحات کے لیے ہوتا ہے وہ بھی ایسا جیسے بجلی کا چمکنا کہ ابھی چمکی پھر اس کی روشنی ختم!!اسی طرح چند لمحات کے بعد اس کے بقایا رسوم عود کر آتے ہیں۔اور اس حال میں وہ کلیتہً شرک کی نفی کر دیتا ہے۔

توحید حالی میں موحد کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی یہ دولت ہر شخص کو اس کے تصفیئہ قلب اور تزکئیہ باطن کے اعتبار سے مختلف اور متضادت طور پر نصیب ہوتی ہے یکساں طور پر نہیں بعض حضرات کو حق تعالیٰ اس مشاہدہ کے شرف سے ہمیشہ مشرف فرماتا ہے(اسکو یہ مشاہدہ علی الدوام حاصل ہوتا ہے)بعض کو شب و روز میں اکثر اوقات یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور بعض کو بہت کم ساعات کے لیئے یہ دولت حاصل ہوتی ہے اور بعض حضرات مرتبۂ شہود میں اس مرتبہ پر ہیں کہ ان کے کانوں میں اَلَسۡتُ بِرَبِّکُم ۱ کا نغمہ گونجتا رہتا ہے اور وہ اسکو کبھی نہیں بھولتے۔اس سلسلہ میں حضرت نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے جو معارفیت سے آراستہ اور حقائق سے پیراستہ تھے ان کا شمار و اصلانِ حق کے گروہ میں کیا جاتا تھا اور ان کو زمانے کے سالکوں کا محبوب کہا جاتا تھا۔ایک دن ان کے حضور میں بہت سے اصحابِ سلوک اور اربابِ طریقت موجود تھے۔ان سب حاضرین نے اَلَسۡتُ بِرَبِّکُم کا مسئلہ چھیڑ دیا اور اُن سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے جس دم الست بریکم فرمایا تھا اور یہ ندا دی گئی تھی۔وہی ندا اور خطاب بعینہ آج بھی میرے گوشِ جاں میں موجود ہے اور جس وقت حضرت آدم علیہ السّلام کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا میری ذریت انکے آئینہ زانو میں موجود تھی۔

---

۱ اللہ تعالےٰ نے تمام ارواح کی تخلیق کے بعد ان سے خطاب فرمایا اَلَسۡتُ بِرَبِّکُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تمام ارواح نے جواب میں عرض کیا۔بلیٰ بے شک تو ہمارا رب ہے اس کو میثاق ازل، پیماں ازل عہد الست وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے صوفہ کرام کے یہاں یہ پیمان محبت اور پیمان عشق ہے جو بکثرت ان کے کلام میں ان کی تصانیف میں استعمال ہوا ہے۔(مترجم) پ۹ سورہ اعراف ۱۷۲

دولت مشاہدہ سے بہرہ دری کی نشانی

اس موقع پر حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ اس گروہ میں دولت مشاہدہ کے اثر کا نشان اور علامت کیا ہے؟ (کس طرح سے معلوم ہو کہ یہ لوگ دولت مشاہدہ سے مستفید اور بہرہ ور ہیں اور توحید حالی کا ان پر غلبہ ہے)۔حضرت قدوۃ الکبرا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس اسرار کی بہت سی نشانیاں ہیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے حضرات کا دیدار حق تعالےٰ کے ذکر کا موجب بن جاتا ہے (ان حضرات کو دیکھ کر انسان خدا کو یاد کرنے لگتا ہے۔اور وجدان حق کا سبب بنتا ہے)

اذارأو و جوھَھُمْ ذکرالـلّٰہ،، جب وہ ان کے چہرے دیکھتے ہیں تو اللہ کی یاد کرنے لگتے ہیں۔ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات کسی تکلیف کا اثر قبول نہیں کرتے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کافروں سے ایک جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو بہت سے زخم آئے اور آپ کے جسم میں تیر کے پیکان بھی رہ گئے جب ان کے نکالنے کی تدبیر کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی مت نکالو جب میں حرم کعبہ میں نماز میں اپنے جاں نواز کے ساتھ مشغول نیاز ہوں تو اس وقت اس پیکان کو نکال لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو کچھ بھی تکلیف کی خبر نہ ہوئی جب حال مشاہدہ ختم ہوا تب آپ کو معلوم ہوا۔

ایک آتش پرست کا ایمان لانا

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا کہ شیخ ابوالادیان کا آتش پرستوں سے مناظرہ رہتا تھا۔(ان کو ابوالادیان اس وجہ سے کہا جاتا تھا۔کہ وہ بددینوں اور بدمزہبوں سے ہمیشہ مناظرہ کیا کرتے تھے۔اور اپنے مخالفوں کو شکست دیا کرتے تھے)۔ایک دن شیخ ابوالادیان اور مجوسی میں بات چیت ہو رہی تھی۔شیخ نے فرمایا کہ آگ تو حق تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے۔آتش پرست نے کہا کہ نہیں جلنا آگ کا خاصہ اور اس کی طبیعت ہے اگر تم یہ دکھا دو کہ آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے اور کام کرتی ہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ یہ طے پایا کہ آگ جلائی جائے اور ابوالادیان اس آگ میں جائیں چنانچہ بہت سی لکڑیاں جلائی گئیں جب تمام لکڑیاں جل گئیں تو انگارے زمین پر پھیلائے گئے یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے بہت سے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔اب شیخ ابوالادیان کو ان انگاروں پر چلنا تھا۔لہٰذا شیخ ابوالادیان نے جائے نماز بچھائی اور نماز ادا کی۔سلام پھیرنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ کر انگاروں پر چلنے لگے۔جب وہ بجھے ہوئے انگاروں کی آخری حد پر پہنچے تو انہوں نے مجوسی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اتنا کافی ہے یا دوبارہ چل کر دکھاؤں یہ بات جب انہوں نے کہی تو ان کے چہرے پر صدمہ کے آثار پیدا ہوئے یہ دیکھ کر آتش پرست مسلمان ہو گیا۔کہتے ہیں کہ جب رات کا وقت ہوا تو شیخ کے خادم احمد نے دیکھا کہ ان کے پاؤں کے انگوٹھے کے نیچے چھالا پڑا ہے۔اس نے کہا کہ اے شیخ یہ کیا ہے؟ شیخ ابوالادیان نے کہا کہ جب میں آگ پر چل رہا تھا تو میں بشریت سے غائب تھا لیکن کنارے پر پہنچ کر حاضر ہو گیا تھا۔تاکہ مجوسی سے بات کروں بس یہ اسی کا اثر ہے اگر کہیں یہ شعور آگ کے درمیاں پیدا ہو جاتا تو میں پورا جل جاتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ارباب بصیرت اور اصحاب طریقت اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جلانے والی

آگ اگر کسی مخصوص وقت میں حق تعالیٰ کے بندوں کے حق میں خدا کے حکم سے وہ کام نہ کرے جس پر وہ مقرر و متعین ہے یا جو اس کی فطرت ہے تو تعجب کی بات نہیں ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ میں فرمان ہوا ﴿قُلْنَا يَانَارُ كُونِيْ بَرْدًاوَّ سَلَامًا عَلٰٓى اِبْـــرَاهِيْـــمَ﴾ ا؎ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی پڑ جا اور سلامتی بن جا ابراہیم کے لیے اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت کبیر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جانتے ہو سلامًا میں کیا نکتہ ہے حضرت کبیر نے عرض کیا کہ حضرت قدوۃ الکبرا زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمان الٰہی میں یعنی اس آیہ کریمہ میں سلامًا کا لفظ موجود نہ ہوتا تو آگ حضرت خلیل (علیہ السلام) کے لیے اتنی سرد ہو جاتی کہ آپ اس میں زندہ نہ رہ سکتے۔ پس آگ حکم الٰہی کے بموجب اتنی سرد ہوئی کہ حضرت خلیل اللہ (علیہ السلام) کے جسم کی سلامتی کا نشان بن گئی۔ اس سلسلہ کے باقی مباحث ان شاءاللہ حسب موقع ومحل بیان کیے جائیں گے۔

حضرت شیخ الاسلام نے جو حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفاء عظام میں سے تھے، غیر پر اثر مشاہدہ کے بارے میں عرض کیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب شہود کی آگ کسی عارف کے وجود کی مِنقل (انگیٹھی) میں جلتی اور شعلہ زن ہوتی ہے تو اس حالت میں اگر عارف کسی پر شرارہ کے بمقدار تصرف کرے جب بھی اس کا اثر سرایت کرے گا حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ (جن کو شیخ ولی تراش بھی کہا جاتا ہے اور اس لقب کا موجب یہ تھا کہ آپ کی نظر غلباتِ وجد میں جس کسی پر بھی پڑ جاتی وہ دنایت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا تھا) سے تقریباً آپ نے نقل فرمایا کہ ایک روز ایک سوداگر یونہی تفریحاً آپ کی خانقاہ میں پہنچ گیا۔ شیخ کا اس وقت حال بہت قوی تھا۔ آپ کی نظر اس سوداگر پر پڑ گئی اسی وقت وہ مرتبہ ولائت کو پہنچ گیا۔ شیخ نے دریافت فرمایا کس ملک کے رہنے والے ہو اس نے جواب دیا کہ فلاں ملک کا باشندہ ہوں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ نے اسی وقت اس مملکت میں ارشاد کا اجازت نامہ لکھ کر اس کو دے دیا کہ اس ملک میں لوگوں کی رہنمائی خداوند تعالیٰ تک کرے (اور اس کو اسی دن روانہ کر دیا) ایک دن شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ اصحاب طریقت کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یکا یک آپ نے دیکھا ایک باز ایک چڑیا کے پیچھے جھپٹ رہا ہے۔ ناگاہ شیخ کی نظر اس چڑیا پر گئی بس اسی دم وہ چڑیا پلٹی اور اُس نے باز کو پکڑ لیا اور شیخ کے سامنے اس کو لاکر ڈال دیا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کا ایک اور واقعہ

ایک دن شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ اصحاب کہف کا قصّہ حاضرین سے بیان فرما رہے تھے۔ شیخ کے مریدوں میں سے شیخ سعدالدین موی کے دل میں یہ خطرہ اور وسوسہ پیدا ہوا کہ آیا اس امت میں بھی ایسا کوئی شخص موجود ہے جس کی محبت کا کتے پر اثر ہو۔ شیخ نور فراست سے ان کے وسوسہ سے آگاہ ہو گئے۔ اور اپنی جگہ سے اٹھے۔ خانقاہ کے دروازہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ دفعتًا ایک کالا کتا نمودار ہوا اور وہاں کھڑا ہو کر دم ہلانے لگا۔ شیخ کی نظر اس پر پڑ گئی اسی دم وہ بے خود اور متحیر ہو گیا اور شہر چھوڑ دیا۔ گورستان کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ اس کا حال یہ تھا کہ زمین پر سر پٹکتا اور روتا تھا۔

ا؎ پ ۱۷ سورہ انبیاء ٦٩

http://Ashrafi.org

کہتے ہیں کہ جس طرف سے وہ کتّا نکل جاتا تھا اسی وقت پچاس ساٹھ کتے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اس کو حلقہ میں لے لیتے۔ نہ کچھ کھاتے نہ پیتے اسی طرح بیٹھے رہتے اور اس کتے کی بڑی آؤ بھگت کرتے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ کتا مر گیا۔ شیخ نے فرمایا اس کو دفن کر دیں اور اس کی قبر پر عمارت بنائیں۔

شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ وہ شہر تبریز میں حضرت محی السّنۃ کے شاگرد سے کتاب شرح السنہ پڑھا کرتے تھے۔ جب کتاب ختم ہونے پر آئی تو استاد کے سامنے آئمہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور شرح السنہ پڑھ رہے تھے کہ ایک درویش درس گاہ میں تشریف لائے۔ شیخ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی شیخ کے حال میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ پڑھنے کی قوت باقی نہ رہی۔ شیخ نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ بابا فرح تبریزی ہیں مجذوب ہیں اور خدا کے محبوب بندوں میں ہیں۔ شیخ تمام رات بے قرار رہے۔ صبح دم استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استاد سے عرض کیا کہ بابا فرح تبریزی کی زیارت کے لیے چلیے چنانچہ استاد اور چند دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوئے۔ جب بابا فرح کی خانقاہ پر پہنچے بابا فرح اس وقت خانقاہ کے اندر موجود تھے۔ بابا شاداں نامی ایک درویش نے جب اس جماعت کو خانقاہ کے دروازہ پر دیکھا تو اندر جا کر بابا فرح سے اجازتِ حاضری طلب کی۔ بابا فرح نے فرمایا کہ جس طرح خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہیں اس صورت میں میرے سامنے آئیں شیخ نجم الدین فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھ پر بابا فرح کی نظر پڑ چکی تھی اور اپنا اثر کر چکی تھی۔ لہٰذا میں ان کی اس بات کو سمجھ گیا۔ چنانچہ جو کچھ ہم پہنے ہوئے تھے وہ اتار دیا اور سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے سامنے پہنچے (دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا) ان کے سامنے اس طرح جا کر بیٹھ گئے ایک لحظہ کے بعد ہماری حالت متغیر ہوگئی اور ان کی صورت میں ہم کو ایک عجیب عظمت نظر آئی۔ ان کا چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں ہوگیا۔ اور وہ جو کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے جسم ہی پر پارہ پارہ ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اپنے اصل حال میں واپس آئے۔ اٹھے اور وہ لباس مجھے پہنا دیا (جو ان کے جسم سے استغراق کی حالت میں الگ ہوگیا تھا۔) اور فرمایا تمہارے پڑھنے کا وقت نہیں ہے اب تو وقت آگیا ہے کہ تم دنیا کے سرفتر بنو گے (دنیا کے پیشوا) یہ سنتے ہی میری حالت متغیر ہوگئی اور میرے باطن میں جو کچھ بھی غیر حق سے موجود تھا منقطع ہوگیا (باطن بالکل صاف و پاک ہو گیا۔) جب ہم بابا فرح کی خانقاہ سے واپس آئے تو میرے استاد نے فرمایا کہ شرح السنہ تھوڑی سے باقی رہ گئی ہے دو تین دن میں اسے ختم کرلو گے یوں تمہیں اختیار ہے۔ میں پھر سبق پڑھنے پہنچ گیا (خیال آیا کہ کتاب کو مکمل کر ہی لیا جائے) بابا فرح پھر درسگاہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کل تم نے علم یقین کی ہزاروں منزلیں طے کر لی تھیں اور آج پھر تم درس لینے آگئے! یہ سنتے ہی میں نے درس کا سلسلہ ختم کر دیا اور ریاضت وخلوت میں مشغول ہوگیا اور مجھ پر واردات غیبی اور علوم لدّنی ظاہر ہونے لگے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ باتیں بھول نہ جاؤں لاؤ انہیں لکھ لوں کہ بابا فرح پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ شیطان نے تم کو تشویش میں ڈال دیا ہے (اور وہی

اکسار ہا ہے کہ ان باتوں کو ضبط تحریر میں لاؤ) تم ان باتوں کو مت لکھو۔ میں نے فوراً دوات اور قلم پھینک دیا اور پھر یاد حق میں سب سے منقطع ہو کر مصروف ہو گا گیا۔

کمال جوگی کی بلی کی معرفت کا بیان

حضرت قدوۃ الکبرا جب اس کلام سے فارغ ہوئے تو قاضی رفیع الدین اودھی کے دل میں یہ خطرہ اور وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کی نظر مبارک میں یہ تاثیر تھی کی کثیف جانوروں میں بھی ان کا اثر ہوتا تھا۔ کیا اس زمانہ میں بھی بزرگوں میں سے ایسا کوئی ہے کہ اس کے نگاہ کی تاثیر سے اسی طرح کسی جانور کو جذب کرلے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنے نور باطن سے ان کے اس وسوسہ اور خطرہ کو معلوم کرلیا۔

جام جہان نمائی ضمیر تو یافتہ — تیرا ضمیر پاک ہے جام جہاں نما
ہر ذرۂ جہانش درد عکس تافتہ — دنیا کا ذرہ ذرہ ہے اس میں ذرا ذرا

ہنس کر فرمایا ہاں شاید اس زمانہ میں کوئی ایسا ہو مصرعہ

تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد — کیا خبر تم کو اس گرد میں کوئی ہو سوار

کمال جوگی کی ایک بلی تھی کبھی کبھی حضرت قدوۃ الکبرا کی نظر مبارک سے گزرا کرتی تھی، فرمایا کہ کمال جوگی کی بلّی کو لاؤ۔ اس بلّی کو لایا گیا اس وقت حضرت نے معارف طریقت اور حقائق معرفت بیان کرنے شروع کیے ابھی تھوڑا ہی بیان ہوا تھا کہ اس کے اندر بھی تغیر پیدا ہوا اور ان کلمات کا اثر ظاہر ہونے لگا اور وہ بھی از خود رفتہ ہوگئی۔ ایک پہر تک وہ اسی طرح بے خود رہی جب ہوش میں آئی تو حضرت قدوۃ الکبرا کے پاؤں چومے اور پیروں میں لوٹنے لگی اور اصحاب مجلس وحاضرین محفل کے گرد چکر لگانے لگی اب اس کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جس وقت عارفانہ گفتگو کا آغاز ہوتا تو وہ مجلس شریف سے کہیں دور نہیں جاتی تھی (مجلس شریف میں موجود رہتی) جب خانقاہ میں مہمان آتے تو مہمانوں کی تعداد کے مطابق میاؤں میاؤں کر کے خادمانِ عالی کو بتا دیتی کہ مہمانوں کی تعداد اتنی ہے۔ لنگر کی تقسیم کے وقت دوسرے لوگوں کے برابر اس کو بھی حصہ ملتا تھا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس بلّی کو بعض اصحاب کے بلانے کے لیے بھیج دیا جاتا یہ بلّی جاتی اور اس شخص کے پاس پہنچ کر غرّاتی لوگ سمجھ جاتے کے حضرت قدوۃ الکبرا نے بلایا ہے۔

ایک دن حضرت کی خانقاہ میں چند درویش سفر سے آئے بلی نے عادت کے بموجب میاؤں میاؤں کیا لیکن جب باورچی خانہ سے کھانا بھیجا گیا تو ایک شخص زیادہ ہوا (ایک شخص کا کھانا کم تھا) حضرت قدوۃ الکبرا نے بلّی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے گربہ؟ آج یہ غلطی کیوں کی؟ بلّی یہ سُن کر فوراً باہر گئی اور ان نو رسیدہ مہمانوں میں پہنچی اور ان میں سے ہر ایک کو سونگھنا شروع کیا اس طرح اس نے ہر ایک کو سونگھا لیکن جب ان نو رسیدہ درویشوں کے سر حلقہ کو سونگھا تو اس کے زانو پر بیٹھ کر پیشاب کر دیا وہ درویش اٹھا اور اسی وقت حضرت قدوۃ الکبرا کے پیروں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ سال سے میں دہریہ ہوں اور اسلامی لباس میں آکر زمانہ کے بڑے بڑے صوفیوں کو دیکھتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرے نفاق کو ظاہر کردے تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں

پیش ضمیر تو کہ زخورشید انورست — دل میں ترے چمک میں جو اک آفتاب ہے،
ذرات کائنات چومہتاب ظاہرست — ہر اک ذرہ دنیا کا اک ماہتاب ہے
بل خطرہ کہ در دل موران کند خطور — ہر اک خیال وخطرہ جو چیونٹی کے دل میں ہو
درگوشہ ضمیر سلیمان منورست — نور دل سلیمان پہ وہ بے حجاب ہے

کسی نے اس بھید کو ظاہر نہ کیا لیکن بیابان تصوف ومعرفت کے شیر حضرت قدوۃ الکبرا کی بلی نے اس راز سربستہ کو کھولدیا سبحان اللہ کتنا بڑا فضل حق تعالیٰ کا حضرت قدوۃ الکبرا پر ہے کہ آپ کے اثر سے بلی کا یہ مرتبہ ہوجائے کہ حق وباطل کی جدا کرنے والی ہو‘ پھر اس موقع کا کیا کہنا ہے اگر نظر کیمیا اثر کسی خاکسار کی حالت پر فرمادیں۔

آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند — جن کی نگاہ خاک کو کرتی ہے کیمیا
آیابود کہ گوشہ چشمی بماکنند — اے کاش ہم پہ چشم کریں ایسے اولیا

آج یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) کا سورج افق ہدایت سے چمکا لہٰذا میں حضرت قدوۃ الکبراؒ کے سامنے اسلام قبول کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مبارک ہو۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے حضرت قدوۃ الکبراؒ سے بیعت کرلی اور پھر شدید ریاضتوں اور مجاہدوں اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد اس میں اتنی قابلیت پیدا ہوگئی اور تصفیہ باطن کی اس منزل پر پہنچ گیا کہ حضرت قدوۃ الکبراء کے خلفاء کرام میں سے ایک خلیفہ عالی قدر وہ بھی تھے اور حضرت نے اجازت نامہ لکھ کر عطا فرمایا کہ استنبول جاؤ اور وہاں مخلوق کو رشد وہدایت کے راستہ پر لاؤ (خلافت عطا فرما کر استنبول روانہ فرمایا کہ وہاں تبلیغ وترویج سلسلہ کا کام کریں)۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ کے وصال کے بعد چند سال تک یہ بلّی حضرت مخدوم زادہ کے عہد میں بھی زندہ رہی ایک دن خادم مطبخ نے دودھ دیگ میں گرم کرنے کے لیے چڑھایا تاکہ مہمانوں کے لیے کھیر تیار کرے اس اثناء میں ایک ناگ دیگ میں گر گیا (اور مرگیا) یہ بلّی سانپ کا دیگ میں گرنا دیکھ چکی تھی۔ چنانچہ وہ دیگ کے گرد چکر لگاتی رہی اور بیقرار پھرتی رہی۔ خادم مطبخ اس بیقراری کا سبب نہیں سمجھ سکا اور ہر بار وہ قریب آتی تو جھڑک دیتا اور بھگا دیتا۔ جب بلّی نے دیکھا کہ خادم کسی طرح اس کی بات نہیں سمجھ پا رہا ہے تو وہ خود دیگ میں کود گئی اور جان دیدی جب کھیر کو لوگوں نے پھینکا تو ایک سیاہ ناگ اس میں سے نکلا اس وقت حضرت نورالعین نے فرمایا کہ دیکھو اس بلّی نے خود کو درویشوں پر قربان کردیا۔ اب تم لوگ اس کی قبر بناؤ اور اس کی زیارت کیا کرو۔ چنانچہ اس کو دارالامان میں دفن کرکے اس پر عمارت بنادی گئی۔

رباعی

ہرگہ کہ ازوحوش فدائی تو گشتہ اند — جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار
انسان اگرفدا نشود کمتر ازوحوش — انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہو فدا

http://Ashrafi.org

حیوان بخدمت تو بجائی رسیدہ اند حیوان کو تیرے فیض سے وہ مرتبہ ملا
کز شیوۂ صفاء زند طعنہ بر سروش آ کر فرشتے دیکھ لیں یہ خوبئ صفا
درکار مس جسم کہ اکسیر خدمت است ہے جسم تانبا اس میں ہے اکسیر چاکری
انداخت ذہب خالص شدبر گہر فردش جب ڈالا جسم بن گیا سونا تپا کھرا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی کا بیان ہے کہ خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ مجلس منعقد کرو اور اس مجلس میں تم وعظ کرو۔ میں اپنے اندر یہ صلاحیت نہیں پاتا تھا اور خود کو اس بات کا مستحق نہیں سمجھتا تھا یہاں تک کہ ایک جمعہ کی شب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا تکلم علی الناس لوگوں سے کلام کر (یعنی وعظ کر) جب میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے ہی میں حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کے دروازہ پر پہنچا اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے اندر ہی سے فرمایا کہ تم نے مجھے راست گو نہیں سمجھا تھا یہاں تک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے مجلس وعظ منعقد کی اور وعظ شروع کر دیا۔ شہر بھر میں یہ خبر پہنچ گئی کہ جنید وعظ کہہ رہا ہے۔ ایک آتش پرست پارسا اور متقی لوگوں کے لباس میں مجلس کے ایک کنارہ پر کھڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اے شیخ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟ اتقو افر اسة المومن فانه ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔

شیخ جنید کہتے ہیں کہ یہ سُن کر میں نے کچھ دیر تامّل کیا۔ اس کے بعد میں نے سر اٹھا کر کہا کہ اب تو اسلام قبول کر لے کہ تیرے اسلام قبول کرنے کا وقت آ پہنچا ہے۔

حضرت امام یافعی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت جنید کی ایک کرامت تھی اور میں کہتا ہوں کہ اس میں ان کی دو کرامتیں تھیں۔ ایک تو اس جوان کے کفر سے واقف ہونا اور دوسرے اس کی خواہش سے آگاہ ہونا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا تھا کہ وہ اسی وقت اسلام قبول کر لے گا۔

حضرت قدوۃ الکبر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف دیدار حاصل کیا تو آپ سے عرض کیا کہ مـاا لتو حیدتو حید کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا توحید کے بارے میں جو کچھ تیرے خیال میں گزرے یا دل میں آئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توحید اس کے وراء ہے۔ یعنی خیال کی رسائی اس کی توحید تک نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرک، شک اور معطل ہونے سے پاک سمجھا جائے۔

حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا کہ سالک جب عقائد صوفیہ سے بہرہ ور ہو جائے اور اس کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح سے وقوف حاصل ہو جائے تو اس کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اکثر اوقات محفل توحید میں اور زیادہ تر مجالس تفرید میں بیٹھے اور کچھ دیر بے تیمار بھی بیٹھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ معروف نے عرض کیا کہ بے تیمار بیٹھنا

کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کے بغیر تلاش کے پالینا اور بغیر دیکھے دیدار کرنا (بے تیمار بیٹھنا کہلاتا ہے) کہ دیدار میں بیٹھنے والا خود ایک علت ہے اس سلسلہ میں آپ نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل فرمایا کہ سب سے اعلیٰ اور بہترین مجلس یہ ہے کہ میدان توحید میں فکر کے ساتھ بیٹھے (توحید الٰہی میں فکر کرنا سب سے افضل ہے) آپ نے پھر فرمایا کہ اپنی ہمت کو خداوند عزوجل کی طرف صرف کر اور ایسا نہ کرنا کہ جس آنکھ سے تو نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہے اس آنکھ سے غیر خدا کی طرف دیکھے۔ اگر ایسا کیا تو حق تعالیٰ کی نظر سے گر جائے گا۔

حضرت قدوۃ الکبراے فرمایا کہ صوفیہ حضرات کو عقیدہ علم توحید سے ضرور آگاہ ہونا چاہئے کہ اہل طریقت کا اصول اور خداوندان حقیقت کا وصول ہی علمِ شریف ہے۔ اس موقع پر بابا حسین نے علم توحید کے فوائد سے آگاہ ہونے اور معالم تفرید سے بہرہ ور ہونے کی درخواست کی (عرض کیا علم توحید کے فوائد اور عالم تفرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں) حضرت نے اپنی لسان گوہر بار سے ارشاد کیا کہ اصحاب توحید کے عقائد پر ایمان لانا اور ارباب تفرید کے قواعد سے وابستگی بہت ہی اہم چیز ہے۔ اس لیے کہ بہت سے محققین صوفیہ اور عارفانِ طائفہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ یقین جو صوفیہ کاملین کے مقدمات سے اور وہ عقیدہ جو صوفیہ متقدمین کے کلمات کے ملاحظہ اور مطالِعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ اس زمانے کے اصحاب مجاہدہ کے مکاشفے سے کہیں بہتر ہے! ان حضرات نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کشف کے بعد بیان کیا ہے اور کشف کے لیے ریاضت اور مجاہدہ شرط ہے۔ پس ان کے اقوال مجاہدہ و ریاضت سے اشرف و بہتر ہوئے۔ کَمَا قَالَ الاشرف۔ مَنْ لَم یعمل اکتساب المجاهده لَم یحصل له جناب المشاهده (جو عمل سے کسب ریاضت نہیں کرتا اس کو مشاہدہ سے بہرہ ور نہیں کہا جا سکتا) اور اگلے کاملوں کی ریاضت و مشقت علم و یقین پر ہے برخلاف پچھلوں کی ریاضت کے کہ رسمی اور کتابی ہے چنانچہ حضرت امام غزالی احیاء علوم میں فرماتے ہیں، جس کو اس علم سے حصہ نہیں ملا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ برائی پر ہوگا (انجام بخیر نہیں ہوگا) اور ادنیٰ درجہ کا حصہ ان محققین کو دل سے ماننا اور تسلیم کرنا ہے۔

لیکن کمال کا درجہ تو یہ ہے کہ معنیٰ توحید کو اپنی صورت میں طلب کرے اور معنی توحید کا اظہار التزام نسبت کی صورت کے بغیر ممکن نہیں (نسبت کا ہونا ضروری ہے) اس موقع پر حضرت شیخ معروف نے عرض کیا کہ معنی توحید کا التزام اہل تجرید کے دل میں کس طرح کیا جائے تو آپ نے فرمایا اکابر صوفیہ نے التزام معنی توحید کے لیے تفصیل کے ساتھ ایک راستہ وضع فرمایا ہے تاکہ ہر طالب کی طبعیت کے مطابق آسکے۔ اس ایک نوع کو یہاں بیان کیا جاتا ہے اس کے باقی انواع اقسام لطیفۂ افکار و مشاہدہ میں انشاء اللہ ذکر کیے جائیں گے۔

فرمایا حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے کہ توحید کی حقیقت حق کا مشاہدہ کرنا ہے بطور ملکہ [1] کے اس طرح کہ تصور حقیقت اس مشاہدہ سے جدا نہ ہو۔ دل میں تصور جمالے، یہ بالکل ظاہر ہے ان مظاہر میں اسکی

[1] ملکہ اس عادت کو کہا جاتا ہے جو مداومت کے باعث نفس انسانی سے جلد فنا پذیر نہ ہو سکے۔

http://Ashrafi.org

واقعی حقیقت وذات کی بنا پر۔ بار خدایا ہم کو اور سب طالبوں کو یہ بزرگ نسبت اور لطیف مشاہدہ نصیب کر صدقہ نبی کا اور ان کی اولاد پاک کا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ارباب ذوق وعرفان اور اصحاب شوق ووجدان کے نزدیک جس نے نسبت شریفہ کی نگرانی میں اور اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے میں دم بھر کے لئے بھی غفلت وفراموشی کی تو اس کو مردار کہا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کلّ نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میتۃ (جو جان ذکر خدا کے بغیر نکلے وہ مردار ہے) اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مردہ جان کی موت کے خبر دینے والے تو کچھ آدمی اور پڑوسی ہوں اور جو مشاہدہ کی دولت سے محروم ہو وہ ایسا مردہ ہے کہ دنیا کے چوپائے اس کی خبر دیتے ہیں اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ گروہ صوفیہ سے دو شخص شیخ ابو بکر واسطی قدس سرہ سے ملاقات کے ارادہ سے روانہ ہوئے جب یہ دونوں آپ کی قیام گاہ کے قریب پہنچے تو سنا کہ دو بلیاّں آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہی ہیں کہ شیخ ابو بکر واسطی قدس سرہ گلزار کثیف سے نکل کر لالہ زار لطیف میں تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر یہ دونوں حضرات بہت غمگین ہوئے اور افسوس کیا کہ ہم ان کا شرف صحبت حاصل نہ کر سکے یہ لوگ اسی مقام سے لوٹ جانا چاہتے تھے۔لیکن انہوں نے پھر یہ سوچا کہ شرف صحبت وملازمت تو نہ حاصل ہو سکا چلو ان کے مزار کی زیارت ہی کر لیں۔ جب یہ دونوں افراد آپ کی قیامگاہ پر پہنچے تو حضرت شیخ کو بقید حیات اور تندرست پایا بہت ہی متعجب ہوئے، ان کو تو نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔ان لوگوں نے یہ ماجرا حضرت شیخ سے بیان کیا حضرت شیخ یہ واقعہ سن کر بہت روئے اور فرمایا ان بلیّوں نے درست کہا تھا کہ ابو بکر جب خداوند تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو اس وقت وہ ایک مردہ ہوتا ہے جس کی تمام حیوانات کو خبر ہو جاتی ہے۔

توحید کے بارے میں حضرت قدوۃ الکبرا کا ارشاد

حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ نے فرمایا توحید الٰہی یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ سے اپنی ذاتی یکتائی سے نہ کہ کسی کے ایک کہنے سے بے مثلی اور تفرد سے موصوف ہے۔ کان اللہ ولم یکن معہ شئی (اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہ تھی) اب بھی ازلی صفت اور انمٹ یکتائی سے متصف ہے الآن کما کان (آج بھی ویسا ہی ہے جیسا تھا) اور ہمشہ اسی طرح رہے گا کل شئی ھالکٌ الاّ وجھہ (ہر چیز مٹنے والی ہے سوا اللہ کی ذات ہے) یہاں لفظ ھالکٌ' ہے لفظ یھلکُ نہیں ہے تا کہ معلوم ہو کہ تمام چیزوں کا وجود اس کے وجود میں آج مٹا ہوا ہے اور اس مشاہدہ کو قیامت کے دن پر رکھنا محروموں کے لئے ہے ورنہ بصیرت والے اور مشاہدہ والے جو زمان ومکان کی تنگی سے رہائی پا چکے ہیں ان کے حق میں یہ وعدہ دم نقد ہے اور یہ وہ خدائی توحید ہے جو نقصان کے عیب سے پاک ہے اور مخلوقات کی توحید ان کی ناقص الوجودی کے سبب غیر مکمل ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے جو حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفائے بزرگ سے ہیں نیازمندانہ عرض کیا کہ آدمی بڑا بلند حوصلہ اور باہمت واقع ہوا ہے تو جب مراتب وکمالات کے میدانوں کا چکر لگا کر بھی ذات بحت تک اس کی رسائی نہ ہوئی تو پھر

http://Ashrafi.org

اسکا مقصود کیا ہوا فرمایا کہ درجات تحقیق پر قدم بڑھانے والوں اور اس بیابان توفیق کے سیاحوں کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دریائے احدیت میں ڈوب جائیں اور صحرائے الوہیت مطلقہ میں گم ہو جائیں بلکہ سلوک میں سالک کا کمال یہ ہے کہ اپنی صور علمیہ اور وجود ثابتہ کے ساتھ احکام جاریہ کو قبول کرے (احکام کے نفاذ کو برضائے خاطر قبول کرے) مثلاً مجازی سلطنت میں کسی کو بہت زیادہ قرب حاصل ہے تو اس کا مقصود یہ نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کی ذات پر تصرف حاصل کرے بلکہ اس کا کمال قرب بس یہی ہے کہ وہ منصب وزارت حاصل کرے یا کسی محکمہ میں صدارت سے مشرف ہو جائے اسی طرح یہ منصب خاص عارفوں کے لیے مخصوص ہے۔ پس اس کی ذات پر تصرف کے حصول کو اسی طرح سمجھنا چاہئے (کہ اس سے مقصود قرب خاص ہے نہ کہ ذات پر تصرف) قال الاشرف الذات البحت محتجب برداء کبر یائہٖ سرمدًا ولم یصل الیہ من الموجودات احدٌ ابدًاہ اشراف کہتا ہے کہ وہ ذات محبت کبریائی کی چادر سے ہمیشہ سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اور مخلوقات میں سے کوئی شخص اس تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمام کاملین اور بزرگان طریقت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ حقیقت جس طرح سے کہ وہ ہے (حقیقت ھی کما ھی) کائنات میں سے کسی کے لیے بھی مدرک نہیں ہے موجودات میں سے کوئی اس کا ادراک نہیں کر سکتا چاہے وہ انبیا علیہم السلام میں سے کوئی ہو یا اولیاء مکمل میں سے کوئی ہو۔ وہ ہمیشہ پردہ خفا میں ہے اور ابد تک حجلۂ قدم میں مستور رہے گا۔ وہ پس پردۂ عزتِ اغیار کی نظروں سے مخفی ہے، حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

معشوق چون نقاب زرخ برنمیکشد	معشوق جب نقاب کو رخ سے الٹ نہ دے
ہر کس حکایتی بتصور چرا کنند	ہر شخص اس کے خیال کی باتوں کو کیوں کرے

اور صوفیوں کے قبضہ اور عارفوں کے نشانہ میں بیابان کے چکر لگانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قاف یکتائی کے عنقا اور اطراف بے نیازی کے شیر کو جال میں پھنسانا محال ہے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	لے جاؤ جال ہوگا نہ عنقا کبھی شکار
کاینجا ہمیشہ بادبد ستست دام را	ہوتا نہیں ہے دام یہاں پر کبھی بکار

لاتدرکہ الابصار (آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں) کے تیر نے حاملان اسرار کے سینوں کو چاک کر ڈالا اور یحذرکم اللہ نفسہ (اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے) کے خنجر نے نورانی لوگوں کے کلیجوں کے ٹکڑے کر دئے۔

کشیدہ خنجری ازہیبت ذات	بڑی ہیبت سے ہے خنجری کو کھینچا
دریدہ فرق عرفا را بکرات	سر عارف کو کتنی بار کاٹا
بذات او نباشد سیر مردم	نہیں اس ذات تک ہے سیر مردم
کسی کاینجا رسیدہ گشت سرگم	یہاں کوئی جو پہونچا ہو گیا گم

http://Ashrafi.org

ازین حیرت ہمہ عرفاء ماناک
کشیدہ سر بجیب ماعرفناک
نبردہ کس ازین دریاء ذخار
بدرکشی حصول این راست پندار

اسی حیرت سے ہیں عرفاء ماناک
کشیدہ سر بجیب ماعرفناک
نہ اس دریا سے کشتی کو نکالا
کسی نے اس کو سمجھے عقل والا

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ایک رات شیخ ابواسحاق گاذرونی آسمانِ رفعت کے ماہِ کامل اور ایوانِ شوکت کے صدر حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوئے تو انہوں نے خدمت والا میں کیا ما العقل ؟ قال (صلی اللّٰه علیه وسلم) ادناه ترك الدنیاو اعلاه ترك التفکرفی ذات اللّٰه لقد صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال کل الناس فی ذات اللّٰه حُمقی ای فی معرفة ذاته و ایضا قال تفکروافی آیاته ولا تفکّردافی ذاته!

یا رسول اللہ عقل کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ادنیٰ درجہ ترک دینا ہے اور اس کا بلند درجہ ذات الٰہی میں غور و خوض کا ترک کرنا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت ذات میں نادان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور و فکر کرو اس کی ذات میں غور نہ کرو۔

حضرت صاحب فصوص (شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ) نے فرمایا ہے التفکر فی ذات اللّٰه محال فلم هیق التفکر الانی الکون (ذات الٰہی میں فکر محال ہے۔ پس فکر باقی نہ رہی مگر دنیا میں یعنی دنیا کے امور میں فکر کی جا سکتی ہے)۔

ہر کہ در ذاتش تفکر کرد نیست
فی الحقیقت آن نظرور ذات نیست
ہست آن پندار او زیرا براہ
صد ہزاران پردہ آمد تا الٰہ

کوئی اس کی ذات کو سوچے اگر
ذات تک پہونچی نہیں اس کی نظر
کون پہونچے گا بھلا اس راہ تک
لاکھوں پردے ہیں پڑے اللہ تک

اس موقع پر حضرت کبیر نے عرض کیا جب ذات بحت کا حصول اور اس کا وصول اس طرح ناممکن و ممتنع ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے لایحیطون به علما (یعنی علم سے اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں) پس اس صورت میں صوفیہ کرام کے درجات و مقامات میں تفاوت کس اعتبار سے ہے اور اس کا کیا محل ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ عارفان روزگار اور سالکان نامدار کی کامیابی وعروج اور ناکامی ونزول کی تفریق مرتبۂ صفات وتنزلات میں ہے جس کا بیان عنقریب اپنے محل پر انشاءاللہ تعالیٰ آئے گا۔